رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — Regd. No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

فی پرچہ ۲ آنے

یوم: سہ شنبہ * ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ | ۶ فتح ۱۳۳۴ ہش * ۶ دسمبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۲۸۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۵ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اچھی ہے" الحمد للہ

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں جیسا کہ الفضل میں پہلے بھی شائع ہو چکا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ نیز لاہور میں سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ ابھی بیمار ہیں احباب کرام حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی اور سیدہ موصوفہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ذاتی کاموں اور آرام کے مقابلے میں خدا اور اس کے دین کو مقدم رکھنا ضروری ہے

غلبۂ اسلام کے لئے قربانیوں اور دعاؤں پر پہلے سے بھی زیادہ زور دینا چاہیئے

سید ولی اللہ شاہ صاحب کے اعزاز میں دی گئی الوداعی دعوت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

ربوہ ۵ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل ایک الوداعی تقریب میں جو جامعۃ المبشرین کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ذاتی کاموں اور آرام کے مقابلے میں خدا اور اس کے دین کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا اسی جذبے کے تحت سید ولی اللہ شاہ صاحب کو مبلغ کے طور پر دمشق بھجوایا جا رہا ہے اور وہ خود بھی ضعیف العمری کے باوجود خدمت اسلام کی خاطر ہی وہاں جانے پر آمادہ ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب کی مساعی میں برکت ڈالے اور وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور کئی گنا زیادہ جماعت چھوڑ کر کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس آئیں۔

اللہ تعالیٰ کی ایک خاص مشیت

اس مبارک تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ جو جامعہ کے طالب علم شیخ رشید احمد صاحب اسحاق نے کی۔ بعدہٗ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے تقریر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص مشیت کا ذکر کیا اور فرمایا۔ ۱۹۲۴ء میں بلاد عرب اور یورپ کے سفر سے واپس تشریف لانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو پہلا تبلیغی وفد بلاد عربیہ میں بھجوایا تھا۔ وہ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ اور اب حالیہ سفر یورپ سے واپسی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بلاد عرب کے لئے جس پہلے مبلغ کو رخصت فرما رہے ہیں۔ وہ بھی مکرم شاہ صاحب ہی ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم پرنسپل صاحب نے فرمایا۔ دمشق کو احمدیت کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ حالیہ سفر یورپ کے وقت دمشق میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ورود سے یہ پیشگوئی کہ مسیح دمشق کے مشرق کی طرف ایک سفید منارے کے پاس دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا نازل ہوگا۔ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے اب وہاں سے واپس تشریف لانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا محترم شاہ صاحب کو ہی ایک دفعہ پھر وہاں بھجوانا خاص الٰہی منشاء کے تحت ظہور میں آیا ہے۔ پس اس مبارک تقریب میں خوشی کے ساتھ شریک ہوتے ہوئے ہم محترم شاہ صاحب کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ کہ جب وہ صلحاء اور ابدال کی سرزمین میں تشریف لے جائیں۔ تو وہاں جامعۃ المبشرین کے طلباء کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب کا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہو۔

نئی ذمہ داریاں

اس موقعہ پر مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اپنی نئی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں اپنی ساری زندگی میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا زیر بار احسان رہا ہوں حضور نے شروع سے ہی میری اس رنگ میں تربیت اور رہنمائی فرمائی۔ کہ میں خدمت اسلام کا اہل بن سکوں۔ اور پھر خود ہی حضور نے میرے لئے خدمت کے مواقع مہیا فرمائے۔ جو کام بھی میرے سپرد ہوا۔ وہ دراصل حضور ہی کے ہاتھوں انجام کو پہنچا۔ کیونکہ حضور کی خاص توجہ اور رہنمائی ہر آن میرے شامل حال ہوتی تھی۔ اب اس ضعیفی کے عالم میں مجھے ایک دفعہ پھر میدان عمل میں جانے کی سعادت میسر آرہی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں اسی روح اور جذبہ کے تحت وہاں جاؤں۔ جس روح اور جذبے کے ساتھ حضور مجھے بھیج رہے ہیں۔ اور جو توقعات میرے وہاں جانے کے ساتھ وابستہ کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان توقعات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوران تقریر میں محترم شاہ صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کے بہت سے واقعات بھی بیان کئے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے کس قدر دلچسپی اور محنت کے ساتھ آپ کی زندگی میں دینی شغف کی روح پھونکی اور پھر اس روح کو بروئے کار لانے کے لئے خدمت کے مواقع بہم پہنچائے۔

دینی کام کی فوقیت

آخر میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے ان حالات پر اختصار سے روشنی ڈالی۔ کہ جن کے تحت ابتداء میں محترم شاہ صاحب کو تبلیغ کی غرض سے بلاد عربیہ میں بھجوایا گیا تھا۔ اور بتایا کہ اس مرتبہ بھی جب میں دمشق گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ اب بھی وہاں لوگوں کے دل میں شاہ صاحب کا بہت احترام ہے۔ اور وہ ان کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ اگرچہ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مضبوط جماعت قائم ہے جو نہایت

(باقی صفحہ ۸ پر)

فرانسیسی سوشلسٹوں سے اتحاد کی اپیل

پیرس ۵ دسمبر۔ فرانس کی کمیونسٹ پارٹی نے سوشلسٹوں سے کہا ہے کہ وہ باہم مل کر آئندہ انتخابات میں حصہ لیں۔ قومی اسمبلی کے انتخابات اگلے ماہ ہو رہے ہیں پیلیز سوشلسٹوں کی پیشکش میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجوزہ اتحاد میں دوسرے نیشنلسٹوں کو بھی شامل کر لیا جائے تاکہ نئی اسمبلی میں بائیں بازو کو اکثریت حاصل ہو۔

افغان وزیر جنگ کی گرفتاری کے متعلق قاہرہ کے افغان سفارتخانہ کا بیان

قاہرہ ۵ دسمبر۔ قاہرہ کے افغان سفارتخانے کے ایک بیان میں بتایا گیا ہے۔ کہ کہ افغانستان کے وزیر جنگ اور کمانڈر انچیف جنرل محمد عارف نے اپنے عہدہ سے استعفاء دیدیا ہے اور ان کا استعفاء منظور کر لیا گیا ہے یاد رہے اس کے قبل مصدقہ ذرائع سے جو خبریں موصول ہوئی تھیں ان میں بتایا گیا تھا کہ جنرل محمد عارف کو وزیر اعظم سردار محمد داؤد خاں کے حکم سے گرفتار کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ حکومت کابل کی مخالف پاکستان سرگرمیوں پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ خبروں میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ فوج کے ۷ افسر بھی اسی وجہ سے گرفتار کئے گئے ہیں۔

فرانس میں وزارتوں کی غیر مستحکم حالت

پیرس ۵ دسمبر۔ فرانسیسی وزیر اعظم موسیو فورے نے کہا ہے کہ فرانس میں وزارتوں کی غیر مستحکم حالت کو ختم کرنا پڑے گا۔ خواہ اس کی کچھ ہی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے وہ ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی کے ایک جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۶ر دسمبر ۵۵ء

اسلامی قانون کی حقیقت

روزنامہ تسنیم مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۵۵ء میں "خطوط و نکات" کے زیر عنوان سید قمر الدین پنشنر سب انسپکٹر پولیس کا ایک مراسلہ "اسلامی قانون اور قائد اعظم" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے۔ جس میں "قائد اعظم مرحوم کی ایک تقریر کا جو آپ نے تقریبًا ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۲ء کے درمیانی زمانہ میں ایک جلسہ سیرت النبیؐ میں فرمائی تھی۔ ایک اقتباس دیا ہے۔ جو ذیل میں ہم درج کرتے ہیں۔

"آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چند الٰہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مردہ قوم کو از سر نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جا سکتی ہے۔ اسلامی قوانین آج بھی ہندوستانی ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے بین الاقوامی مصائب کو حل کر سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم نے ایک ایسے سیاسی مذہب کی بنیاد رکھی۔ جس نے دہلی سے غرناطہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا۔ روحانی - دماغی - سوشل - سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشم زدن میں رفعت سے آشنا کر دیا۔ آج بھی ہمیں حضور رحمۃ للعالمین کی تعلیم پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ کہ کاش ہم اس آواز کو لبیک کہہ سکیں۔"

(روزنامہ تسنیم لاہور مورخہ ۳۰ر نومبر ۵۵ء)

ذیل میں ہم قائد اعظم مرحوم کی ایک تقریر کا ایک طویل اقتباس جو آپ نے ۱۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں فرمائی تھی۔ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے درج کرتے ہیں:-

"اس کے باوجود اس تقسیم میں ان اقلیتوں کے مسئلے سے دامن بچانا ناممکن ہے۔ جو ایک ڈومینین یا دوسری میں رہ جائیں گی۔ یہ بات بالکل ناگزیر تھی۔ اس کے سوا کوئی دوسرا حل نہیں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اگر ہم پاکستان کی اس عظیم مملکت کو خرم و خوشحال بنانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم باشندوں کی خصوصًا عوام اور غربا کی فلاح و بہبود پر اپنی تمام کوششیں مرتکز کر دیں۔ اگر تم باہم تعاون سے کام کروگے۔ ماضی کو بھول جاؤ گے۔ اور مخالفتوں کو ترک کر دو گے۔ تو تم لازمًا کامیاب ہو جاؤ گے۔ اگر تم اپنے ماضی کو بدل دو گے۔ اور اس سپرٹ میں متحد ہو کر کام کرو گے۔ تو تم میں سے ہر ایک خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ ماضی میں اس کے تعلقات تمہارے ساتھ کیسے ہی رہے ہوں۔ خواہ اس کا رنگ۔ اس کی ذات اور اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ اول - دوم اور آخر اس مملکت کا شہری ہے۔ جس کے حقوق و فرائض بالکل مساوی ہیں۔ تو تمہارے عروج و ترقی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

میں اس معاملے پر انتہائی زور دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس سپرٹ میں کام شروع کر دینا چاہیئے۔ کچھ مدت میں اکثریت اور اقلیت اور ہندو قوم اور مسلم قوم کی یہ تمام بدنمائیاں غائب ہو جائیں گی۔ کیونکہ آخر مسلمان ہونے کی حیثیت میں بھی تمہارے ہاں پٹھان - پنجابی - شیعہ سنّی وغیرہ موجود ہیں۔ اور ہندوؤں میں بھی برہمن - ویشنو - کھتری اور پھر بنگالی - مدراسی وغیرہ ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھو تو میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ چیز ہندوستان کی آزادی و خود مختاری کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو ہم مدتوں پہلے آزاد ہو چکے ہوتے۔ دنیا کی کوئی طاقت کسی قوم کو خصوصًا چالیس کروڑ نفوس کی قوم کو اپنا محکوم نہیں رکھ سکتی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو کوئی تم کو مفتوح نہ کر سکتا۔ اور اگر کر بھی لیتا۔ تو زیادہ مدت تک تم پر اپنا تسلّط قائم نہ رکھ سکتا۔ (چیرز) لہٰذا اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ تم آزاد ہو۔ اس مملکت پاکستان میں تم اپنے مندروں میں آزادانہ جا سکتے ہو۔ اور مساجد اور دوسری عبادت گاہوں میں بھی جانے میں آزاد ہو۔ تمہارا مذہب - تمہاری ذات تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ کاروبار مملکت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ (ہیئر ہیئر) تم جانتے ہو۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ کچھ مدت پیشتر انگلستان کے حالات آج کل کے ہندوستان کے حالات سے بدتر تھے۔ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ایک دوسرے کو آزار پہنچانے میں مصروف تھے۔ آج بھی بعض ایسی مملکتیں موجود ہیں۔ جن میں ایک خاص طبقے کے خلاف امتیازات اور قیود عائد کی جا رہی ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم ایسے ایام میں اپنی مملکت کا آغاز نہیں کر رہے۔ ہمارا آغاز ایسے ایام میں ہو رہا ہے۔ جب ایک قوم اور دوسری قوم ایک ذات اور مسلک اور دوسری ذات اور مسلک کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں رہا۔

ہم اس بنیادی اصول کی بنا پر آغاز کار کر رہے ہیں۔ کہ ہم تمام شہری ہیں۔ اور ایک مملکت کے مساوی شہری ہیں۔ (پر زور اظہار مسرت) انگلستان کے لوگوں کو بھی ایک زمانے میں صورت حالات کے حقائق کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور ان ذمہ داریوں اور گرانباریوں سے بھگتنا پڑا تھا۔ جو ان کی حکومت نے ان پر عائد کی تھیں۔ اور وہ اس آگ میں سے قدم بقدم گزر چکے ہیں۔ آج تم بجا طور سے کہہ سکتے ہو۔ کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کا کوئی وجود باقی نہیں۔ آج صرف یہ حقیقت موجود ہے۔ کہ ہر شخص برطانیہ عظمیٰ کا شہری ہے۔ ہر شہری کی حیثیت مساوی ہے۔ اور تمام شہری ایک قوم کے افراد ہیں۔

میرے نزدیک اب ہمیں اسی نصب العین کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ پھر تم دیکھو گے۔ کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد نہ ہندو ہندو رہیں گے نہ مسلمان مسلمان رہیں گے۔ مذہبی معنوں میں نہیں۔ کیونکہ وہ تو ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے۔ بلکہ سیاسی معنوں میں سب ایک مملکت کے شہری ہوں گے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶)

تحقیقاتی عدالت کی مذکورہ رپورٹ میں اس اقتباس سے پہلے کی عبارت حسب ذیل ہے:-

"تقسیم سے پہلے قائد اعظم نے پاکستان کی جو پہلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔ وہ اس انٹرویو میں ظاہر ہوئی تھی۔ جو انہوں نے رائٹر کے نامہ نگار مسٹر ڈون کیمبل کو دیا تھا۔ قائد اعظم نے فرمایا۔ کہ نئی مملکت ایک عصری جمہوری مملکت (ماڈرن ڈیماکریٹک سٹیٹ) ہوگی۔ جس میں حاکمیت کے حامل جمہور ہوں گے۔ اور اسی نئی قوم کے تمام افراد کے حقوق شہریت بلا امتیاز مذہب و نسل و عقیدہ مساوی ہوں گے۔ جب پاکستان رسمی طور سے نقشۂ عالم پر نمودار ہو گیا۔ تو قائد اعظم نے ۱۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ایک یادگار تقریر کی۔ جس میں نئی مملکت کے بنیادی اصولوں کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا:"

رپورٹ مذکور میں اس سے پہلے مندرجہ ذیل عبارت ہے:-

"جب ہم ذمہ داری کے مسئلے پر توجہ کریں گے۔ تو ہم یہ ضرور بتائیں گے۔ کہ جو جماعتیں آج تینوں مطالبات کو مذہبی وجوہ کی بنا پر نافذ کرانے کے لئے تقاضا کر رہی ہیں۔ ان میں سے اکثر خود اسلامی مملکت کے تصور کی مخالف ہیں۔ حتیٰ کہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کا خیال بھی یہی ہے۔ کہ اگر کبھی نئی "مسلم مملکت" وجود میں آ گئی۔ تو اس میں حکومت کی ہیئت صرف سیکولر (غیر مذہبی) ہی ہو سکتی ہے۔"

مودودی صاحب کی یہ رائے بیان کرنے سے پہلے تحقیقاتی عدالت نے اپنی رپورٹ میں مملکت اسلامی کے زیر عنوان لکھا ہے:-

"ہمارے سامنے یہ بار بار کہا گیا ہے۔ کہ پاکستان کے مطالبے میں "مملکت اسلامی" کا مطالبہ قطعًا شامل تھا۔ پاکستان کے لئے جدوجہد کرنے والے اہم لیڈروں کی بعض تقریروں سے بلاشبہ یہی مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے۔ یہ لیڈر جب مملکت اسلامی کا یا کسی ایسی مملکت کا نام لیتے تھے۔ جس پر قوانین اسلامی کی حکومت ہوگی۔ تو شاید ان کے ذہن میں کسی ایسے قانونی نظام کا تصور ہوگا۔ جو اسلامی عقائد - اسلامی قانون شخصی - اسلامی اخلاقیات اور اسلامی ادارت پر مبنی ہو۔ یا ان سے مخلوط ہو۔ جس شخص نے بھی پاکستان میں ایک مذہبی مملکت کے قیام پر سنجیدگی سے غور کیا ہے۔ اسے ان عظیم مشکلات کا ضرور احساس ہوا ہے۔ جو کسی ایسی سکیم میں لازمًا پیش آئیں گی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی جو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک متحدہ مملکت کا تصور قائم کرنے والے اولین مفکر سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے خطبہ صدارت (مسلم لیگ ۱۹۳۰ء) میں فرمایا:-

"ہندوؤں کو کسی قسم کا اندیشہ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ خود اختیار مسلم مملکتوں میں کوئی مذہبی قسم کی حکومت قائم ہوگی۔ یہ اصول کہ ہر گروہ کو اپنے خطوط پر آزادانہ ترقی کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ ہرگز کسی تنگ نظرانہ فرقہ پرستی کی پیداوار نہیں ہو سکتا۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۵)

قائد اعظم مرحوم - علامہ اقبال مرحوم اور خود مودودی صاحب کی یہ آراء ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اسلامی قانون کا حقیقی مطلب کیا ہے۔ اور سید قمر الدین صاحب نے قائد اعظم مرحوم کی تقریر کا جو حوالہ اپنے مراسلہ میں دیا ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے

ظاہر ہے کہ آج جس طرح بعض لوگ دستور سازی میں اسلامی قانون کے نام پر دخل اندازی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو حکومت پاکستان کو ایک فرقہ وارانہ حکومت بنا دینا چاہتے ہیں۔ وہ قائد اعظم مرحوم کے اس حوالہ کے جو سید قمر الدین صاحب نے پیش کیا ہے۔ صحیح معنی نہیں سمجھتے۔

اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے جو تقویٰ کو مہیا قرار دیا ہے

(باقی صفحہ ۷ پر)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے افتتاح کے موقعہ پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا طلباء سے پُر معارف خطاب

دنیا کے تمام علوم سیکھو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تمہارا کردار ہمیشہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے

فرمودہ ۶ دسمبر ۱۹۵۵ء

قسط چہارم

صیغہ زود نویسی اس تقریر کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اس پر نظرثانی نہیں فرما سکے ؛ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

—— تقریر نویس ۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی ——

تمہیں جو تعلیم الاسلام کالج میں داخل کیا گیا ہے۔ تو اس مقصد کے ماتحت داخل کیا گیا ہے کہ تم

دین کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم

بھی سیکھو میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ۳۰ ۔ ۴۰ فیصدی غیر احمدی ہیں۔ لیکن تم بھی اس نیت سے یہاں آئے ہو۔ کہ دینی تعلیم حاصل کرو۔ بے شک کچھ تم میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو دوسرے کالجوں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کالج کا خرچ تھوڑا ہے۔ اس لئے وہ یہاں آگئے۔ یا ان کا گھر ربوہ سے قریب ہے۔ اس لئے وہ اس کالج میں داخل ہو گئے۔ یا ممکن ہے۔ ان کے بعض رشتہ دار احمدی ہوں اور وہ یہاں آباد ہوں۔ اور انہیں ان کی وجہ سے یہاں بعض سہولتیں حاصل ہوں۔ لیکن تم میں سے ایک تعداد ایسی بھی ہوگی۔ جو یہ سمجھتی ہوگی۔ کہ اس کالج میں داخل ہو کر ہم

اسلام سیکھ لیں

تم میں سے جو طالب علم اس نیت سے یہاں نہیں آئے۔ کہ وہ اسلام کی تعلیم سیکھ لیں۔ میں ان سے بھی کہتا ہوں کہ تم اب یہ نیت کر لو۔ کہ تم نے اسلام کی تعلیم سیکھنی ہے اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ تم اسلام کی تعلیم سیکھو۔ تو میرا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ تم احمدیت کی تعلیم سیکھو۔ ہمارے نزدیک تو اسلام اور احمدیت میں کوئی فرق نہیں۔ احمدیت حقیقی اسلام کا نام ہے۔ لیکن اگر تمہیں ان دونوں میں کچھ فرق نظر آتا ہے تو

تم وہی سیکھو جسے تم اسلام سمجھتے ہو

اگر انسان کرتا اور ہے اور کہتا اور ہے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ دیوبندی بریلویوں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ ان کا اسلام اور ہے۔ بریلوی دیوبندیوں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ ان کا اسلام اور ہے سنی شیعوں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ ان کا اسلام اور ہے۔ اور شیعہ سنیوں کے متعلق سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا اسلام اور ہے۔ اسی طرح آغا خانیوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا اسلام اور ہے۔ جماعت اسلامی کے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا اسلام اور ہے۔ احمدیوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے۔ لیکن جب یہ سب فرقے اپنے آپ کو اسلام کا پیرو کہتے ہیں۔ تو وہ اسلام کے متعلق کچھ نہ کچھ تو ایمان رکھتے ہوں گے۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کیوں کہتے۔ بریلوی بھی مسلمان ہیں۔ دیوبندی بھی مسلمان ہیں۔ سنی بھی مسلمان ہیں شیعہ بھی مسلمان ہیں۔ جماعت اسلامی والے بھی مسلمان ہیں احمدی بھی مسلمان ہیں۔ تم ان میں سے کسی فرقے کے ساتھ تعلق رکھو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ جو کچھ تم مانتے ہو اس پر عمل کرو۔ قرآن کریم میں بار بار یہ کہا گیا ہے۔ کہ اے عیسائیو! تم میں اس وقت تک کوئی خوبی نہیں۔ جب تک تم عیسائیت پر عمل نہ کرو۔ اور یہودیوں سے کہا گیا ہے کہ اے یہودیو! تم میں اس وقت تک کوئی خوبی نہیں۔ جب تک تم یہودیت پر عمل نہ کرو۔ اب دیکھ لو قرآن کریم ان سے یہ نہیں کہتا کہ تم اسلام پر عمل کرو بلکہ یہ کہتا ہے کہ تم اپنے مذہب پر عمل کرو۔ کیونکہ نیکی کا پہلا قدم یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے مذہب پر عمل کرے پھر دیکھو اسلام نے اہل کتاب کا ذبیحہ جائز رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر مذہب نے کچھ اصول مقرر کئے ہیں۔ اور اس کے ماننے والے ان

اصول کی پیروی

کرتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ یہودی سؤر نہیں کھاتے اس لئے تم تسلی سے ان کا ذبیحہ کھا لو گے۔ اسی طرح عیسائیوں سے تم کوئی معاملہ کرتے ہوئے نہیں گھبراؤ گے۔ کیونکہ ان کی مذہبی کتاب میں لکھا ہے کہ تم جھوٹ نہ بولو۔ اور کسی سے فریب نہ کرو۔ انفرادی طور پر اگر کوئی شخص تم سے فریب کرے تو کرے۔ لیکن اپنے مارل کوڈ کے ماتحت وہ تم سے فریب نہیں کرے گا۔ اہل کتاب کی لڑکیوں سے جو شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ بھی اسی حکمت کے ماتحت ہے۔ کہ وہ تمہاری زوجیت میں آ جانے کے بعد اپنے مارل کوڈ کے ماتحت چلیں گی۔ مثلاً یہودیت اور عیسائیت کی تعلیم کے ماتحت کوئی عورت اپنے خاوند کو زہر نہیں دے گی۔ اس لئے تم اطمینان سے اپنی زندگی بسر کر سکو گے اور ایک دوسرے پر اعتماد کر سکو گے۔ گویا شریعت نے مذہب کو بہت عظمت دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اپنے مخصوص عقیدہ پر چلنے میں بڑی سیفٹی ہے۔ پس کم از کم اتنا تو کرو کہ

اپنے عقائد کے مطابق عمل کرو

اگر کوئی پروفیسر تمہیں کسی احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ تو تم اس کا مقابلہ کرو۔ اور میرے پاس بھی شکایت کرو۔ میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا۔ لیکن اگر وہ تمہیں کہتا ہے۔ تم نماز پڑھو۔ تو یہ تمہارے مارل کوڈ کے خلاف نہیں۔ اور اس کا نماز پڑھنے کی تلقین کرنا ریلیجس انٹرفیرنس نہیں۔ تم نماز پڑھو جا ہے کسی طرح پڑھو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ تم اپنے میں سے کسی کو امام بنا لو۔ کالج کے بعض پروفیسر غیر احمدی ہیں تم ان میں سے کسی کو امام بنا لو۔ لیکن

نماز ضرور پڑھو

شیعہ اور بوہرہ لوگ نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ چھوڑتے ہیں باندھتے نہیں۔ ہم اہل حدیث کی طرح سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں۔ حنفی لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی پروفیسر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ تو تم اس کی بات ماننے سے انکار کر دو۔ اگر وہ کہتا ہے کہ تم آمین بالجہر کہو۔ یہ اہلحدیث کا مذہب ہے حنفیوں کا نہیں۔ اگر تم حنفی ہو۔ تو تم اس کی بات نہ مانو۔ اور میرے پاس شکایت کرو۔ میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا۔ مذہب میں دخل اندازی کا کسی کو حق نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ مذہب میں مداخلت کرنا انسان کو منافق بناتا ہے مسلمان نہیں بناتا۔ لیکن تم میں سے ہر ایک کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ تعلیم الاسلام کالج کا طالب علم ہونے کی وجہ سے اسلام کی تعلیم پر چلے۔ اب

اسلام کی تم کوئی تعریف کرو

اسلام کی جو تعریف ہمارے باپ دادوں نے کی ہے تم اسی کو مانو۔ لیکن اگر تم اس تعلیم پر جسے تم خود درست سمجھتے ہو عمل نہیں کرتے! تو یہ منافقت ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس کالج میں اگر کوئی ہندو بھی داخل ہونا چاہے تو ہمارے کالج کے دروازے اس کے لئے کھلے ہیں۔ لیکن وہ بھی اس بات کا پابند ہوگا کہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرے۔ کیونکہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کرے۔ مسلمان اپنے مذہب کے مطابق عمل کرے۔ ہندو اپنے مذہب پر عمل کرے۔ عیسائی عیسائیت پر عمل کرے۔ اور یہودی یہودیت پر عمل کرے۔ پس اس اسلامی حکم کی وجہ سے ہم اسے مجبور کریں گے۔ کہ وہ اپنے مذہب پر عمل کرے۔ لیکن یہ کہ تم اس کالج میں تعلیم حاصل کرو۔ لیکن کسی مارل کوڈ کے ماتحت نہ چلو یہ درست نہیں ہوگا۔ تمہیں اس کالج میں داخل ہونے کے بعد اپنے آپ کو کسی نہ کسی مارل کوڈ کی طرف منسوب کرنا ہوگا۔ اور پھر تمہارا فرض ہوگا۔ کہ تم اس کے ماتحت چلو ؛

پس اگر تم میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں مسلمان نہیں۔ تب بھی ہم تمہیں برداشت کر لیں گے لیکن اس شرط پر کہ تمہیں اس کالج میں داخل ہونے کے بعد اپنے آپ کو کسی مارل کوڈ کی طرف منسوب کرنا ہوگا۔ چاہے تم اسے تجربہ کے طور پر تسلیم کرو۔ مثلاً تم تجربہ کے طور پر اپنے ماں باپ کے مذہب کو اختیار کرو۔ تب بھی ہم برداشت کر لیں گے۔ لیکن اگر تم کسی مارل کوڈ کے ماتحت مستقل طور پر نہیں چلتے اور نہ کسی مارل کوڈ کو تجربہ کے طور پر اختیار کرتے ہو۔ تو دیانتداری یہی ہے کہ تم اس کالج میں داخلہ نہ لو۔ اسلام کہتا ہے کہ تم جس مذہب کی تعلیم پر بھی عمل کرنا چاہو عمل کرو۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر کوئی ہندو اپنی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ عیسائی اپنی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ یہودی اپنی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔

تو وہ اس

کالج میں داخلہ

لینے کا مستحق ہے۔ اگر کوئی حنفی المذہب ہے اور وہ حنفی مذہب پر عمل کرتا ہے تو وہ اس کالج میں داخلہ لینے کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شیعہ ہے اور اپنے مذہب پر عمل کرتا ہے۔ تو اس کالج میں داخلہ لینے کا مستحق ہے کیونکہ یہ کالج تعلیم الاحمدیہ کالج نہیں۔ تعلیم الاسلام کالج ہے اور اور اسلام ایک وسیع لفظ ہے۔ کوئی کوڈ آف ماریلٹی جس کو علمائے اسلام نے کسی وقت تسلیم کیا ہو۔ یا اب اسے تسلیم کرلیں۔ وہ اسلام میں شامل ہے پس میں طلباء کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ تم کالج کی روایات کو قائم رکھو۔ یہ تعلیم الاسلام کالج ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ کالج تمہیں عملی مسلمان بنا دے گا۔ اور یہی اس کالج کے قائم کرنے کی غرض ہے پھر ہر

کالج کی کچھ نہ کچھ روایات

ہوتی ہیں۔ مثلاً آکسفورڈ یونیورسٹی ہے۔ اس نے آکسفورڈ میں تعلیم پانے والے تمام طلباء کے لئے ایک خاص قسم کا نشان مقرر کیا ہوا ہے۔ اب جو شخص اس نشان کو دیکھے گا۔ وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ اس نے آکسفورڈ میں تعلیم پائی ہے ہمارے ملک میں علیگڑھ کالج نے اس قسم کی روایات قائم کی تھیں۔ وہاں سے فارغ ہونے والے طلباء اپنے نام کے آگے "علیگ" لکھ لیتے تھے اور جو شخص یہ لفظ پڑھتا۔ اگر وہ بھی علیگڑھ میں پڑھا ہوا ہوتا۔ تو اس سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ اس قسم کی روایات اس کالج کے ساتھ بھی وابستہ ہونی چاہئیں۔ چونکہ اس کالج کا نام تعلیم الاسلام کالج ہے اور تم میں سے ہر ایک اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے یہاں آیا ہے، اسلئے تمہارا فرض ہے کہ تم یہاں رہ کر اسلام سیکھو۔ آگے میں نے بتایا ہے کہ یہاں فرقہ بندی کی کوئی بات نہیں۔ تم کسی فرقہ کے مخصوص عقائد پر عمل کرو۔ اور دوسرے لوگوں کو بتاؤ کہ کالج والے

ہمیں جرأت دلاتے ہیں

کہ ہم اپنے اپنے فرقہ کے عقائد پر عمل کریں اگر ہم حنفیت پر عمل کرتے ہیں۔ تو وہ اس سے روکتے نہیں۔ اگر ہم شیعیت پر عمل کرتے ہیں تو وہ اس میں مخل نہیں ہوتے۔ اگر ہم دیوبندی یا بریلوی ہیں۔ تب بھی وہ ہمارے مذہبی عقائد میں دخل اندازی نہیں کرتے اس سے ملک کے لوگوں میں حل کی سپرٹ پیدا ہوگی۔ اور پاکستان سے سستی کی لعنت دور ہوگی شیخوپورہ میں

ایک عیسائی پادری

تھا۔ وہ اپنی مدت ملازمت پوری کرکے واپس جارہا تھا مگر ہمارے مبلغ اپنے مخلص تعلقات

کی وجہ سے ان کے گھر گئے۔ اس سے وہ بھی ممنون ہوگیا۔ اور جب ہمارے مبلغ واپس آنے لگے تو وہ بھی انہیں چھوڑنے آیا۔ ہمارے مبلغ نے اس سے سوال کیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کسی دن پاکستان کی عظمت اور اس کا رعب بھی دنیا پر قائم ہو جائے گا۔ عیسائی پادری نے کہا۔ جب تک اس ملک میں حقہ کا رواج ہے اور جب تک اس ملک میں سستی اور کاہلی پائی جاتی ہے۔ پاکستان رعب اور عظمت حاصل نہیں کرسکتا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ویسٹ آف ٹائم اور ویسٹ آف انرجی دونوں انسان کو ترقی کی طرف قدم بڑھانے نہیں دیتیں۔ دیکھو یوروپین لوگوں میں بیداری پائی جاتی ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ہمارے ہاں

ایک جمود پایا جاتا ہے

گویا ہم افیونی ہیں۔ افیونی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک طبعی افیونی ہوتے ہیں۔ اور دوسرے نفسیاتی افیونی ہوتے ہیں۔ ہم نفسیاتی افیونی ہیں۔ میں جب انگلستان گیا۔ میرے ساتھ سلسلہ کے ایک عالم بھی تھے۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا۔ حضور کیا آپ نے یہاں کوئی آدمی چلتے بھی دیکھا ہے۔ میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ میں نے کہا نہیں۔ میں نے یہاں ہر شخص کو دوڑتے دیکھا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی آفت آرہی ہے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں پورے والی مزدوری نہیں ملتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یوروپ کا مزدور ہمارے مزدور سے پانچ گنا زیادہ کام کرتا ہے۔ اگر ہمارے ملک میں ایک مزدور ڈیڑھ دو روپیہ روزانہ کماتا ہے، تو ایک یوروپین مزدور دن میں ساڑھے سات روپیہ کا کام کر دیتا ہے اب

پاکستانی مزدور کے مقابلہ میں

پانچ گنا زیادہ کام کرنے پر اگر اسے پانچ گنا روزانہ مزدوری دی جائے۔ تو کیا حرج ہے وہاں ایک عمارت بن رہی تھی۔ ہمیں پہلی نظر میں یوں معلوم ہوا کہ گویا آگ لگی ہوئی ہے۔ اور لوگ اسے بجھانے کے لئے جارہے ہیں۔ لیکن ہمارا مزدور اس طرح چلتا ہے کہ گویا اسے دھکا دیکر

موت کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ جب وہ ٹوکری اٹھاتا ہے۔ تو آہ بھرتا ہے۔ پھر کمر پر ہاتھ رکھتا ہے۔ پھر اینٹ پر پھونک مارنے لگتا ہے۔ اس کے بعد وہ اسے اٹھا کر ٹوکری میں رکھتا ہے۔ اور یہی عمل وہ دوسری اینٹوں پر کرتا ہے۔ آٹھ دس منٹ کے بعد وہ ٹوکری اٹھائے گا۔ پھر جب وہ ٹوکری اٹھاتا ہے۔ تو اس کی عجیب حالت ہوتی ہے۔ اس کے جسم میں بیس خم پڑیں گے۔ پھر جب وہ ٹوکری اٹھا کر قدم اٹھاتا ہے۔ تو اس کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ بیس پچیس منٹ میں معمار کے پاس پہنچتا ہے۔ پھر معمار بھی اس قسم کی حرکات کرتا ہے کہ گویا کسی مریض کا اپریشن ہونے لگا ہے۔

پس جب تک تم لوگ

قربانی محنت اور دیانتداری

کی عادت نہیں ڈالتے۔ ہمارا ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پرانی عادات کا ترک کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن کوئی نئی عادت پیدا نہ ہونے دینا آسان ہوتا ہے مثلاً بڑی عمر میں جاکر سگرٹ وغیرہ کا استعمال ترک کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس عمر میں ان باتوں کو چھوڑ دو تو زیادہ مشکل نہیں اسی لئے لوگ کہتے ہیں کہ قوم کی عمارت کو بنانا نوجوانوں کا کام ہوتا ہے۔ تم اس فقرہ کو روزانہ دہراتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں بیان کرتے ہو۔ لیکن عملی طور پر اسے اپنی روزمرہ کی زندگی میں مدنظر نہیں رکھتے۔ مثلاً سکولوں اور کالجوں کے لڑکے

سٹرائیک کرتے ہیں

اور اپنے جلسوں اور تقریروں میں یہ الفاظ دہراتے ہیں کہ ہم قوم کے معمار ہیں۔ قومیں ہمیشہ نوجوانوں سے بنا کرتی ہیں۔ اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ لڑکے قوم کے معمار ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ سٹرائیک کرنے والے لڑکے ہی قوم کے معمار ہیں۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر تم اپنی

بری عادات چھوڑ دیتے ہو۔ تو تم فی الواقعہ

قوم کے معمار ہوں

لیکن اگر تم ایسی حرکات کرتے ہو جن سے قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو تم قوم کے معمار کہلانے کے مستحق نہیں تم اپنی قوم کی سٹڈی کرو اگر تم دیکھتے ہو کہ ہمارے بڑوں میں سے بعض جھوٹ بولتے تھے۔ تو تم جھوٹ نہ بولو۔ اس طرح تم اپنی قوم سے جھوٹ جیسی لعنت کو دور کرسکو گے۔ میری ایک رشتہ کی ہمشیرہ احمدی نہیں ہیں۔ ویسے وہ احمدیت سے محبت کا اظہار کرتی ہیں۔ جب کبھی ان سے کہا جاتا ہے کہ تم احمدیت قبول کیوں نہیں کرتیں تو وہ یہی کہا کرتی ہیں کہ ہم تو پہلے ہی احمدی ہیں کون کہتا ہے کہ ہم غیر احمدی ہیں۔ ایک دفعہ اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ تو انہوں نے کہا فلاں مسجد میں ہم نے احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ ان کا بچہ بھی پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا اماں جانے بھی دو۔ احمدی تو فلاں جگہ نماز پڑھتے ہیں۔ اب ہمیں یہ مذاق ہاتھ آگیا ہے۔ کہ جب کوئی ایسی بات ہو تو ہم اس لڑکے سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہ بات درست ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے

ایک بہت بڑے لیڈر

تھے جنہیں سر کا خطاب بھی ملا ہوا تھا۔ انہیں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے گورنمنٹ نے باہر بھجوایا۔ ان کے ایک کالج فیلو احمدی تھے۔ انہوں نے اس احمدی دوست سے کہا۔ کہ میں فلاں کانفرنس میں شرکت کے لئے جارہا ہوں۔ مجھے وائسرائے نے اختیار دیا ہے کہ میں جسے چاہوں اپنے ساتھ بطور سکرٹری لیتے جاؤں میرا خیال ہے کہ تم میرے ساتھ سفر میں سیکرٹری کے طور پر رہو۔ چنانچہ انہوں نے

اس احمدی دوست کو

اپنا سیکرٹری بنالیا۔ چونکہ وہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے لیڈر تھے۔ اس لئے لوگ ان کا لحاظ کرتے تھے۔ اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک جگہ مختلف جگہوں کے انگریز بیٹھے اپنے تجربات سنا رہے تھے۔ تو انہوں نے ان سے کہا۔ آپ بھی اپنا کوئی تجربہ سنائیں۔ اس پر انہوں نے بھی اپنا ایک تجربہ سنایا۔ ان کے سکرٹری نے بتایا۔ کہ بدقسمتی سے اس موقعہ پر میں بھی ساتھ تھا۔

اور میں جانتا تھا۔ کہ واقعہ اس طرح نہیں۔ جس طرح یہ اب بیان کر رہے ہیں۔ میں نے سمجھا۔ کہ انہیں غلطی لگی ہے۔ اس لئے جب وہ واقعہ بیان کر چکے۔ تو میں نے کہا۔ جناب یہ واقعہ اس طرح نہیں ہوا۔ جس طرح آپ نے بیان کیا ہے۔ بلکہ یہ واقعہ اس طرح ہوا ہے۔ اس موقعہ پر میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دن دوبارہ انہوں نے ایک مجلس میں

ایک واقعہ سنایا

اس موقعہ پر بھی میں نے کہا۔ آپ کو اس واقعہ کے بیان کرنے میں غلطی لگی ہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ واقعہ اس طرح نہیں ہے۔ جس طرح آپ نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا کہنے میں وہ کچھ انقباض محسوس کر رہے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد جب وہ کمرہ سے باہر نکلے۔ تو انہوں نے میری گردن پر ہاتھ مار کر کہا۔ کہ کیا جھوٹ بولنا تیرا اور تیرے باپ کا ہی حق ہے۔ میرا حق نہیں؟ تو اب دیکھو۔ اگرچہ وہ ایک بڑے آدمی تھے۔ لیکن انہیں

جھوٹ بولنے کی عادت

پڑی ہوئی تھی۔ دو دفعہ انہیں ٹوکا گیا۔ تو انہوں نے برداشت کر لیا۔ لیکن بعد میں انہوں نے کہا۔ کہ جب میں مجلس کو گرمانے کے لئے مبالغہ آمیز بات کرتا ہوں، تو تمہیں کیا حق ہے۔ کہ مجھے ٹوکو۔ لیکن تم اگر چاہو۔ تو اس قسم کی عادتوں کو ترک کر سکتے ہو۔ اور اس طرح ہماری قوم ترقی کر سکتی ہے۔

تم دیکھتے ہو۔ کہ ہمارے

ملک میں بے اطمینانی

پائی جاتی ہے۔ اور اس بے اطمینانی کی یہی وجہ ہے۔ کہ لوگوں کے قول اور فعل میں فرق ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب میں یورپ گیا، تو رستہ میں کچھ روز ہم دمشق میں بھی ٹھہرے۔ ہمارے خلاف کسی نے ایک اشتہار شائع کیا۔ اس کے جواب میں ہم نے بھی ایک اشتہار شائع کیا۔ پولیس نے ہمیں اطلاع دی۔ کہ آپ کا وہ اشتہار ضبط کر لیا گیا ہے۔ ان دنوں وہاں دو گورنر ہوا کرتے تھے۔ ایک فرانسیسی اور دوسرے شامی۔ دوسرے دن میں فرانسیسی گورنر سے ملنے گیا۔ تو میں نے ان سے اشتہار کا ذکر کر دیا۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کے ایک اشتہار کے جواب میں تھا۔ لیکن پولیس نے چھاپہ مار کر اسے ضبط کر لیا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ یہ بُری بات ہے۔ لیکن دراصل اس بات کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ یہ حکم شامی گورنر کا ہے۔ آپ کل اپنے کسی آدمی کو بھجوائیں۔ تو میں ان سے کہوں گا۔ کہ وہ اس بارہ میں مناسب غور کریں۔ چنانچہ دوسرے دن میرا سیکرٹری وہاں چلا گیا۔ تو شامی گورنر نے کہا۔ یہ دراصل دوسرے گورنر کی شرارت ہے۔ میں اس کی تحقیقات کروں گا۔ جب میرے سیکرٹری باہر آئے۔ تو گورنر کی لڑکی بھی باہر آئی۔ اور وہ ہنس کر کہنے لگی۔ میرا باپ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے خود سنا ہے۔ کہ وہ اس قسم کا آرڈر دے رہا تھا۔

غرض بے اطمینانی اس قسم کی باتوں سے پھیلتی ہے۔ انگریز کتنا ہی بُرا ہو۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس قوم کا

ایک مخصوص کیریکٹر

تھا۔ ہماری ایک زمین تھی۔ جو صدر انجمن احمدیہ نے خرید کی ہوئی تھی۔ وہ افتادہ زمین تھی۔ کسی کام نہیں آتی تھی۔ وہاں لوگ کھیلتے اور میلے کر لیتے تھے۔ چونکہ وہ جگہ خالی تھی۔ اس لئے مخالفوں نے شور مچایا۔ کہ یہ پبلک کی جگہ ہے۔ اور اس پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ ہم نے بھی اس زمین کو واپس لینے کی کوشش کی۔ کاغذات مسٹر ایمرسن کے پاس تھے۔ وہ مالیات کے ماہر تھے۔ انہیں ہمارے ایک دوست ملے۔ تو انہوں نے کہا۔ میں نے یہ کاغذات چھ ماہ سے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنا پورا زور لگایا ہے۔ کہ میرا ہاتھ پڑے۔ تو میں آپ سے یہ زمین چھین لوں۔ لیکن چھ ماہ تک غور کرنے کے باوجود میرا کہیں ہاتھ نہیں پڑا۔ اس لئے میں نے زمین آپ کو واپس دے دی ہے۔ اگر ہمارے ملک کے افراد میں بھی

یہی روح پیدا ہو جائے

کہ وہ کسی کا حق چھیننے کے لئے تیار نہ ہوں، تو قلوب کی بے اطمینانی بڑی حد تک دُور ہو سکتی ہے۔

(باقی)

مجالس خدام الاحمدیہ فوری توجہ کریں

جلسہ سالانہ — خدمت خلق

جلسہ سالانہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ اس موقعہ پر ریلوے اسٹیشن اور بسوں کے اڈہ پر مسافروں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں میں بوڑھے۔ بچے اور عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ جنہیں سامان اٹھوانے اور ٹکٹ خریدنے میں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ آپ کے لئے خدمت کا موقعہ ہے۔

آپ فوری طور پر اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی ڈیوٹیاں لگا دیں۔ جو مختلف اوقات میں باری باری ریلوے اسٹیشن اور موٹر کے اڈوں پر جا کر مسافروں کو سہولت پہنچانے میں مدد دیں۔

یہ نہایت ضروری خدمت ہے۔ امید ہے آپ نے پہلے ہی اس کا انتظام کیا ہو گا۔ اور اگر ابھی تک نہیں کیا۔ تو اب فوری طور پر اس کا انتظام کریں۔ اور دفتر کو اطلاع دیں۔ کہ آپ نے اس بارہ میں کیا کیا ہے۔

(نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

شیطان اور اس کی حقیقت

(۳)

(از مکرم محمد اشرف صاحب ناصر شاہد مبلغ سلسلہ)

کیا خدا تعالیٰ نے خود گمراہ کرنے کے لئے شیطان کو مقرر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و شر کی مقدرت بخشی۔ تو ساتھ ہی ملائکہ اور ابلیس اور ان کے اظلال کا وجود بھی پیدا کیا۔ کہ ایک گروہ تو نیکی کی تحریک دلوں میں پیدا کرتا رہے۔ اور دوسرا بدی کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ پھر جو شخص ملائکہ اور ان کے اظلال کی تحریک کو قبول کرتا ہے انعام کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جو ابلیس اور اس کی ذریّت کی تحریک کو قبول کرتا ہے۔ وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ انسان کے کامل ہونے کے لئے ضروری تھا۔ کہ اس کے سامنے دونوں قسم کی تحریکات پیش ہوں۔ تا وہ اپنے فیصلہ سے نیک تحریک کو قبول کرے۔ اور اعلیٰ انعامات کا وارث ہو۔ اگر بدی کی تحریکات اس کے راستہ میں نہ آئیں۔ تو وہ اعلیٰ انعامات کا مستحق نہیں بن سکتا۔ اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کر کے انسان کو گمراہ کیا ہے۔ کیونکہ گمراہی کا الزام اللہ تعالیٰ پر تب لگ سکتا ہے۔ اگر ابلیس کی تائید میں اس نے کوئی عملی دلیل پیش کی ہوتی۔ دلیلیں سب ملائکہ کی تائید میں ہیں۔ پس جو لوگ ابلیس اور شیطان کی اتباع کرتے ہیں اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل کے خود ذمہ دار ہوتے ہیں۔ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی چیز کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”قرآن کی یہ تعلیم ہرگز نہیں۔ کہ شیطان گمراہ کرنے کے لئے جبر کر سکتا ہے۔ اور نہ یہ تعلیم ہے کہ صرف بدی کی طرف بلانے کے لئے شیطان کو مقرر کر رکھا ہے۔ بلکہ یہ تعلیم ہے۔ کہ آزمائش اور امتحان کی غرض سے لمّہ ملک اور لمّہ ابلیس برابر طور پر انسان کو دیئے گئے ہیں۔ یعنی ایک داعی خیر اور ایک داعی شر تا انسان اس ابتلاء میں پڑ کر مستحق ثواب یا عقاب کا ٹھہر سکے۔ کیونکہ اگر اس کے لئے ایک ہی طور کے اسباب پیدا کئے جاتے۔ مثلاً اگر اس کو بیرونی اور اندرونی اسباب جذبات فقط نیکی کی طرف ہی اس کو کھینچتے۔ یا اس کی فطرت ہی ایسی واقع ہوتی۔ کہ وہ بجز نیکی کے کاموں کے اور کچھ کر ہی نہ سکتا۔ تو کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ نیک کاموں کے کرنے سے اس کو کوئی مرتبہ قرب کا مل سکے۔ کیونکہ اس کے لئے تو تمام اسباب و جذبات نیک کام کرنے کے ہی موجود ہیں۔ یا یہ کہ بدی کی خواہش تو ابتداء سے ہی اس کی فطرت سے مسلوب ہے۔ تو پھر بدی سے بچنے کا اس کو ثواب کس استحقاق سے ملے.......

اب اس تحقیق سے ظاہر ہوا۔ کہ مخالفانہ جذبات جو انسان میں پیدا ہو کر انسان کو بدی کی طرف کھینچتے ہیں۔ درحقیقت وہی انسان کے ثواب کا بھی موجب ہیں۔ کیونکہ جب وہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ان مخالفانہ جذبات کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو عند اللہ بلاشبہ تعریف کے لائق ٹھہر جاتا ہے۔ اور اپنے رب کو راضی کر لیتا ہے۔ لیکن جو شخص انتہائی مقام کو پہنچ گیا ہے۔ اس میں مخالفانہ جذبات نہیں رہتے۔ گویا ان کا جن مسلمان ہو جاتا ہے۔ (جیسے کہ مسند احمد جلد اول صفحہ ۲۵۹ پر ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ مجھے ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے۔ خاکسار راقم) مگر ثواب باقی رہ جاتا ہے کیونکہ وہ ابتلاء کے منازل کو بڑی مردانگی کے ساتھ طے کر چکا ہے۔ جیسے ایک صالح آدمی جس نے بڑے بڑے نیک کام اپنی جوانی میں کئے ہیں۔ اپنی پیرانہ سالی میں بھی ان کا ثواب پاتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۸۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ازاں جملہ ایک یہ سوال ہے۔ کہ جس حالت میں روح القدس انسان کو بدیوں سے روکنے کے لئے مقرر ہے۔ تو پھر اس سے گناہ کیوں سرزد ہوتا ہے۔ اور انسان کفر و فسق اور فجور میں کیوں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ابتلاء کے طور پر دو روحانی داعی مقرر کر رکھے ہیں۔ ایک داعی خیر جس کا نام روح القدس ہے۔ اور ایک داعی شر جس کا نام ابلیس اور شیطان ہے۔ یہ دونوں داعی صرف خیر یا شر کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ مگر کسی بات پر جبر نہیں کرتے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰھا۔ یعنی خدا بدی کا بھی الہام کرتا ہے اور نیکی کا بھی۔ بدی کے الہام کا ذریعہ شیطان ہے۔ جو شرانگیز خیالات دلوں میں ڈالتا ہے۔ اور نیکی کے الہام کا ذریعہ روح القدس ہے۔ جو پاک خیالات دل میں ڈالتا ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ علّت العلل ہے۔ اس لئے یہ دونوں الہام خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کر لئے ہیں۔ کیونکہ اسی کی طرف سے یہ سارا انتظام ہے۔ ورنہ شیطان کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جو کسی کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ اور روح القدس کیا چیز جو کسی کو تقویٰ کی راہوں کی ہدایت کرے۔“ (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۸۰-۸۱)

(باقی)

درخواست دعا

خواجہ عبید اللہ صاحب بعارضہ بندش پیشاب بیمار ہیں۔ سول ہسپتال لائل پور میں ان کا چھوٹا اپریشن ہو چکا ہے۔ بڑا اپریشن چار روز کے بعد ہو گا۔ سب احباب سے عموماً اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خصوصاً دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کو کامل شفا بخشے آمین

(جلال الدین شمس)

مرکز میں رہائش رکھ کر اس کے فیوض و برکات

حاصل کرنے کا نادر موقعہ

ربوہ کی آبادی نیا شہر تعمیر ہونے کی وجہ سے بہت کم تھی اس لئے کاروبار بھی محدود تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آبادی بڑھتے بڑھتے دس ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے بلکہ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اس لئے ہر قسم کے کاروبار کی ضرورت میں اضافہ بھی لازمی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اعلان کیا جاتا ہے کہ جن دوستوں نے دکانوں کے پلاٹ خرید رکھے ہوئے ہیں اور ابھی تک دوکانیں نہیں بنوائیں ان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی دوکانیں تعمیر کرا کر ربوہ کے بازاروں کی آبادی میں اضافہ کرنے میں ممد ہوں۔ اگر وہ خود دوکان نہ چلا سکتے ہوں تو دوکانوں کو کرایہ پر دیدیں۔

یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ ضرور فلاں قسم کی دوکان کی جائے۔ جس قسم کی دوکان کوئی شخص کرنا چاہے کر سکتا ہے اور نرخوں وغیرہ میں بھی کوئی کنٹرول نہیں ہے البتہ دوکانوں کے لئے جو جگہ مخصوص ہے صرف اسی جگہ دوکان رکھی جا سکے گی۔ — قائمقام ناظر امور عامہ

بجٹ میں اصلاح کر لیں

بعض احمدی احباب ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں دونوں جماعتوں کا فرض ہے کہ اپنے اپنے بجٹ میں کمی بیشی کر دیا کریں۔ ورنہ ایسے احباب کا بجٹ بدستور پہلی جماعت میں شمار ہو کر بصورت قرض ان کے ذمہ رہے گا۔ اور لمبا عرصہ گذرنے کے بعد کمی کی مجمل درخواستوں پر غور نہیں کیا جائیگا پس عہدہ داران کو چاہیئے کہ آئندہ مشکلات سے بچنے کے لئے ساتھ ساتھ تبدیلی کراتے رہا کریں۔

ناظر بیت المال ربوہ

زکوٰۃ کا حساب کس طرح لگایا جائے

تجارت کے مال پر زکوٰۃ کا حساب اس طرح لگایا جاتا ہے کہ جتنا روپیہ جتنے ماہ تک تجارت میں لگایا جائے اتنے روپے اتنے مہینوں میں ضرب دے کر تمام حاصل ضربوں کو جمع کر لیا جائے۔ حاصل جمع کو بارہ پر تقسیم کر کے جو رقم نکلے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ مثلاً :—

رقم جو تجارت پر لگائی گئی	میعاد مہینوں میں	حاصل ضرب
۲۵۰ روپے	۱۲	(۲۵۰×۱۲ =) ۳۰۰۰
۲۰ ″	۱۰	(۲۰ × ۱۲ =) ۲۰۰
۵۰۰ ″	۸	(۵۰۰×۸ =) ۴۰۰۰
۷۷۰ روپے	۳۰	۷۲۰۰

۷۲۰۰ کو بارہ پر تقسیم کیا (۷۲۰۰/۱۲) = ۶۰۰ اب چھ صد کا چالیسواں حصہ یعنی (۶۰۰/۴۰) = ۱۵ روپے زکوٰۃ کی رقم ہے۔ جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

ترسیل چندہ بذریعہ چیک

بعض جماعتیں اپنا چندہ چیکوں کے ذریعہ بھجواتی ہیں۔ چونکہ ربوہ میں کوئی بینک نہیں ہے اس لئے یہ چیک لاہور۔ لائلپور وغیرہ کے کسی بنک کو بھجوانے پڑتے ہیں۔ وہ بنک آگے ان چیکوں کو متعلقہ بنکوں کو بھجواتے ہیں اور اس طرح رقم کی وصولی کی اطلاع مختلف بنکوں سے ہوتی ہوئی افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ کو کافی دیر سے ملتی ہے اور تب وہ رقوم محسوب ہوتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک یہ رقوم بندھی رہتی ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے مصرف میں بھی نہیں آتیں اور جماعتوں کے چندہ کی وصولی بھی پیچھے پڑتی جاتی ہے لہذا درخواست ہے کہ چیکوں کی بجائے ایسی تمام رقوم لاہور یا لائلپور کے کسی بنک پر بنک ڈرافٹ کی صورت میں بھجوائی جایا کریں تا وصولی کی اطلاع جلد حاصل ہو کر یہ رقوم بلا توقف محسوب ہو جایا کریں۔ اگر اسٹیبلشیا بنک چنیوٹ پر ڈرافٹ بھجوایا جائے تو فوری طور پر محسوب ہو سکتا ہے۔ (ناظر بیت المال ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی منظور احمد صاحب کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ بزرگان سلسلہ نومولودہ کی درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز نور احمد صاحب بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (طلیبہ قدسیہ رسالپور چھاؤنی)

قافلہ قادیان کے متعلق نہایت ضروری اعلان

خواہشمند احباب جلد اپنی درخواستیں بھجوا دیں

جن دوستوں کے پاس ہندوستان کا پاسپورٹ موجود ہو اور وہ قافلہ قادیان میں شامل ہونا چاہیں تو وہ اپنا پاسپورٹ معہ تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹوؤں کے دفتر ہذا میں ۱۰ دسمبر ۵۵ء سے پہلے پہلے بھجوا دیں تاکہ ان کے ویزا کا انتظام کیا جا سکے۔ جن دوستوں کے پاسپورٹ دفتر ہذا میں پہلے سے محفوظ ہیں ان کو صرف تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹو بھجوانے ہوں گے۔ اس وقت قافلہ کی درخواستوں میں گنجائش ہے۔ اس لئے ایسی درخواستوں کا دفتر ۱۲/۵۵ تک منتظر رہے گا۔ خواہشمند احباب فوری توجہ کر کے بواپسی اطلاع دیں اور قادیان کی زیارت حاصل کر کے ثواب حاصل کریں۔

خاکسار مرزا عزیز احمد ایم اے انچارج دفتر حفاظت مرکز ربوہ

قابل توجہ برائے امراء و صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ

ربوہ میں آبادی بفضل خدا دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ مگر مکان بلحاظ ضرورت کے لحاظ سے بہت کم ہیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا امراء و پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ اگر کسب معاش کے لئے کوئی دوست ربوہ میں آنا چاہیں تو وہ نظارت ہذا کو اپنی درخواستیں معہ تصدیق مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان بھجوا دیں۔ تصدیق پوری ذمہ واری سے کی جائے۔ قائمقام ناظر امور عامہ

پتہ درکار ہے

(۱) قریشی قمر احمد صاحب جو تری ضلع جہلم میں ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک ٹھیکیدار رہے ان کا پتہ درکار ہے۔ ڈویژنل فارسٹ آفیسر صاحب جہلم کے دفتر میں ان کی ... پاس بک پڑی ہوئی ہے قریشی صاحب خود یا ... ان کے کوئی قریبی انکے پتہ سے اطلاع دیں مہربانی ہو گی۔ قائمقام ناظر امور عامہ

(۲) مشتاق احمد صاحب سابق نمبر ۹۳۰۰ اے سپاہی۔ ابن حاجی جلال الدین قصبہ میانی ضلع سرگودھا کو ان کے محکمہ کی طرف سے کچھ بقایا رقم ادا ہونی ہے۔ وہ اپنے پتہ سے فوراً اطلاع دیں۔ (قائمقام ناظر امور عامہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میری بیوی اور بچے بعارضہ کھانسی زکام اور بخار بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ غلام احمد

(۲) عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی کا لاہور میں بندش پیشاب کا اپریشن ہوا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے آمین اقبال احمد قریشی ربوہ

(۳) میرے والد محترم مرزا افضل بیگ صاحب کافی عرصہ سے دل کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے درخواست دعا ہے مرزا ارشد بیگ شیر گڑھ

(۴) مولوی کرم الٰہی صاحب مقامی جماعت کے السابقون الاولون میں سے ہیں۔ ان دنوں بعارضہ بخار۔ اسہال۔ اختلاج القلب بیمار ہیں۔ طبیعت دن بدن کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو شفاء عاجلہ و صحت کاملہ عطا کرے۔ آمین ڈاکٹر دین محمد صوفی ہومیو۔ احمدیہ دار الشفاء گوجرانوالہ

(۵) صوبیدار عبد الوہاب صاحب کا لڑکا عبد الباسط اختر کراچی میں بیمار ہے۔ نیز میرا پوتا منور احمد ایک ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہے۔ ہر دو عزیزان کے لئے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ آمین نور الحسن سیکرٹری مال کوٹلی ہرنواں ڈاکخانہ سیالکوٹ

(۶) مکرم ماسٹر محمد حسن صاحب اور ان کی اہلیہ کچھ عرصہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ عبد الرشید بھاٹی گیٹ لاہور

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

اور بعض جو اصول تقوٰی کے قیام کے لئے ہر شعبہ حیات کے متعلق قائم کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں اور ان کا نفاذ نہ صرف پاکستان نہ صرف تمام اسلامی ممالک بلکہ ہم تمام دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض لوگوں نے جو اپنے تنگ نظرانہ تصورات اسلام کے متعلق قائم کئے ہوئے ہیں اور اسلام کے نام پر اُٹھی دینی تحریکوں سے جو اصول لے کر وہ اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں ان کا نفاذ کسی اسلامی ملک یا بنی نوع انسان کے لئے مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے مبنی علی التقوٰی مفید انسانیت اصول کسی دستور ساز اسمبلی کے مقرر کردہ تنگ حدود کو برداشت نہیں کر سکتے یہ جاودانی اصول اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم اور اسوہ رسول اللہؐ کی صورت میں ایک جاودانی انداز میں بیان فرما دیئے ہیں انہیں انسانی بنائے ہوئے قواعد و ضوابط کے حدود میں مقید کرنا بے موجب کی جسارت ہے اور یہ امر یا قرآن اور سنّت بنانے کے مترادف ہوگا۔ جو اللہ تعالےٰ کی نہیں بلکہ دستور ساز اسمبلی کے چند ارکان کی ذہنیت اور تصورات کا آئینہ دار ہوگا۔

قائد اعظم مرحوم نے تقریر میں جو کچھ اسلامی قانون کے متعلق فرمایا ہے وہ اس جاودانی قانون کے متعلق ہے جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہؐ میں موجود ہے نہ کہ کسی واحد فرد یا گروہ کے تصورات اسلام کے متعلق جو مختلف افراد یا گروہوں کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔

قائد اعظم نے جو اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ مذہب ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے اس کے بھی معنی ہیں کہ مختلف لوگ مختلف تصورات اسلام رکھتے ہیں۔ ان کو سیاست میں گھسیٹنا خطرناک ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ مسلمانوں کی ایک ریاست میں قرآن و سنت کے جاودانی اصول نظر انداز کئے جائیں گے۔ جو لوگ سیکولر حکومت کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ وہ سراسر لادینی یا مخالف دین ہوتی ہے انہوں نے سیکولر حکومت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ ایک حکومت اسلامی ہوتے ہوئے بھی ہو سکتی ہے اور سیکولر بھی ہو سکتی ہے بلکہ حقیقی سیکولر حکومت صرف اسلامی اصول کے مطابق ہو سکتی ہے۔ مودودی صاحب کا بھی شاید یہی مطلب ہے۔

اس لئے مذہب کو سیاست سے الگ رکھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ افراد اور گروہوں کے متعلق ذاتی تصورات سیاست پر اثر انداز نہیں ہونے چاہئیں۔ ورنہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین کے جاودانی اصول بھی اثر انداز نہیں ہوں گے۔

دعائے مغفرت

سید شفیق احمد صاحب شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کی اہلیہ فرخ سلطانہ صاحبہ مردہ بچہ کی پیدائش کی وجہ سے ۳۰ نومبر ۵۵ء کو فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نے ایک لڑکی یادگار چھوڑی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

سردار محمد محلہ الف ربوہ

پتہ مطلوب ہے

ڈاکٹر عبدالکریم صاحب لدھیانوی۔ مرزا مراد بیگ صاحب ضلع گجرات کے پتے مطلوب ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب و مرزا صاحب اگر یہ نوٹ خود پڑھیں تو خاکسار کو اپنی خیریت کی خبر دیں۔ اگر کوئی دوست ان کو جانتے ہوں تو ان تک پیغام پہنچا دیں۔

فضل دین لدھیانوی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ۔ بمبانوالہ۔ ڈاکخانہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

لنڈن میں مشرقی ادب کا گہوارہ

انڈیا آفس لائبریری کا ایک قضیہ ایک عرصہ سے چل رہا ہے۔ اس کی ملکیت کے بارے میں بہت کچھ اخبارات میں آ چکا ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس لائبریری کی اہمیت واضح کی جائے تاکہ آرٹ کے دلدادہ اور مشرقی علوم کے خواہشمند طلباء اس کی افادیت کا جائزہ لے سکیں۔

اس لائبریری کی بنیاد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ملازم "رابرٹ اورم" نے رکھی۔ جس نے اپنی ذاتی کتابیں۔ نقشہ جات۔ رنگین تصاویر اس کے لئے وقف کر دیئے یہ تھی ایک معمولی ابتداء جس کی صورت اب ایک عظیم الشان ادارے کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ لائبریری کی تاسیس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹران کی طرف سے ایک مراسلہ گورنر بنگال کو بھیجا گیا۔ جس میں ملازمین کو ہدایت دی گئی کہ وہ اس لائبریری کو مشرقی ادب کا گہوارہ بنانے کے لئے ہندوستان سے قیمتی نقشہ جات بیش بہا تصاویر اور نایاب تحفہ جات روانہ کر دیں۔ ان ہدایات کا خاطر خواہ اثر ہوا اور گوشہ گوشہ سے یہ قیمتی خزانہ اس لائبریری کے لئے منتقل ہونے لگا۔ وقت بوقت لائبریری کی کتابوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور آج نوبت یہ ہے کہ یورپ کے ممالک میں علوم مشرقیہ کا اس سے بڑا ذخیرہ کہیں موجود نہیں ہے۔ تقریباً پچاس ہزار نایاب کتابیں اور پرانے نسخہ جات یہاں موجود ہیں ۱۸۵۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں سے نکلکر یہ خزانہ حکومت برطانیہ کے پاس آ گیا۔ ۱۹۲۱ء میں محکمہ سرد ہے کے سب سے بڑے انچارج مسٹر میکنزی کا انتقال ہوا انہوں نے پرانی کتابوں کا ایک ڈھیر سرمایہ چھوڑا جو فارسی۔ عربی۔ ٹامل۔ تیلیگو اور ہندوستان کی دیگر زبانوں کے مخصوص ادب سے بھری پڑی تھیں۔ وہ سب لنڈن لائبریری کو منتقل کر دی گئیں۔ تمام قسم کی مختلف زبانوں کی کتابیں نیپال میں برطانیہ کے ریذیڈنٹ برجس سے حاصل کی گئیں۔ سنسکرت لائبریری کی تدریج توسیع ہوتی رہی۔ بڑودہ کے گائیکواڈ نے سنسکرت کی بہت سی کتابیں تحفہ میں دیں۔

عربی اور فارسی مجموعے انواع و اقسام کے موجود ہیں۔ ٹیپو سلطان کی لائبریری کا کافی بڑا ذخیرہ ۱۸۰۶ء میں انڈیا آفس کو منتقل کر دیا گیا۔ اور فورٹ ولیم کالج کے بند ہونے کے بعد ۱۸۳۸ء میں تمام قیمتی کتابیں انڈیا آفس کی نذر ہو گئیں۔ ٹیپو سلطان کی لائبریری میں فارسی اور ہندوستانی رسم الخط کے دو ہزار نایاب نسخے موجود تھے۔ اور اسلامی لٹریچر بھرا پڑا تھا۔ کچھ کتابیں نہایت خوبصورتی سے لکھی گئی تھیں۔ اور سنہری پانی چڑھے ہوئے تھے۔ سلطان بیجاپور اور گولکنڈہ کی ذاتی کتابیں بھی ان میں شامل تھیں۔ اب یہی کتابیں دنیا بھر کے علمی ماہرین کی دلچسپی کا سبب بنی ہوئی ہیں اور محقق ان سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ان نایاب نسخوں کے علاوہ ٹیپو کی لائبریری میں قرآن شریف کی مختلف تفاسیر موجود تھیں۔ اور کچھ عجیب و غریب نسخے شاہنامے کے تھے۔ یہ سب انڈیا لائبریری کی زینت ہیں۔ دہلی میں مغل بادشاہ کی لائبریری میں ہزاروں کتابیں مختلف زبانوں کی موجود تھیں بسنہ ۱۶۶۳ء میں اس لائبریری کے متعلق ایک سیاح نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا ہے۔

یہاں چوبیس ہزار نسخے موجود تھے۔ وہ نسخے بیش بہا تھے کہ ان کی قیمت چھ کروڑ پینتالیس لاکھ تیس ہزار اکتیس روپیہ بتائی جاتی ہے۔ دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ کے وقت میں ان کی تعداد گھٹ کر ایک تہائی رہ گئی تھی۔ باقی کتابیں نامعلوم کس طریقہ پر لنڈن جا کر نیلام ہوئیں۔ یہ بات اب بھی تسلیم شدہ ہے کہ مشرق اور مغرب کی کوئی لائبریری ایسی نہیں ہے جہاں مغل بادشاہوں کے زمانہ کے اکٹھے کئے ہوئے نسخے موجود نہ ہوں۔ دہلی مغل لائبریری کا ایک نسخہ نادر فارسی کے شاعر سلطان رلدرد کا ہے۔ جو جلال الدین رومی کے بڑے لڑکے تھے اس نسخہ پر داراشکوہ کے دستخط ثبت ہیں۔ اس لائبریری کا ایک اور نایاب نسخہ "داراشکوہ البم" بھی موجود ہے۔ یہ اس زمانہ کے بادشاہوں کی تصویروں کا مجموعہ ہے۔ جو داراشکوہ نے اپنی بیگم کو پیش کیا تھا۔

اٹھارویں صدی کے اختتام پر کلکتہ کے انگریزوں میں یہ ایک مشغلہ بن گیا تھا۔ کہ وہ تصاویر اکٹھی کرتے تھے۔ اس مشغلہ میں رچرڈ جونسن کا نام پیش پیش ہے انہوں نے ہندوستانی آرٹ کی ۶۶ کتابیں جمع کیں۔ یہ مجموعہ ۱۸۰۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو فروخت کیا گیا۔ اس مجموعہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (۱) وہ تصاویر جن کا تعلق تاریخ سے ہے (۲) ہندوؤں کی قدیم نقاشی کے نقوش رسم و رواج (۳) جس میں ہندوستانی ساز کی تصویریں بتائی گئی ہیں۔ (۴) مختلف سین مثلاً باغات دیوی دیوتا وغیرہ وغیرہ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہیں ہوگا۔ کہ لنڈن کی انڈیا آفس لائبریری ہندوستانی کلچر آرٹ تاریخ، فن صناعی مصوری اور دیگر علوم کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ اس کے حقوق ملکیت رکھنے ...... ان سے .... محروم ہیں۔ (ملت)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد

اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت کے ہاتھ پر ہے

"دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعتی کام اور نظام کے ماتحت کام میں برکت ہوتی ہے بعض لوگ آپ میں سے بڑے لوگ ہیں اور وہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ جماعت کے چھوٹے تاجروں سے مل کر کام کریں۔ یہ لوگ سخت غلطی خوردہ ہیں...... پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور جماعت سے ملکر کام کرنے کی عادت ڈالیں اور یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت کے ہاتھ پر ہے"

دواخانہ خدمت خلق آپ کا قومی ادارہ ہے جہاں نہایت عمدہ یونانی ادویہ تیار کی جاتی ہیں عوام تک ان کو پہنچانے میں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے

مینیجر دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ

جامعۃ المبشرین کی الوداعی تقریب میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقریر

(بقیہ صفحہ اول)

مخلص احباب پر مشتمل ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کے پیش نظر یدعون لک ابدال الشام وصلحاء العرب میں نے چاہا کہ وہاں جماعت اور زیادہ ترقی کرے اس لئے میں نے شاہ صاحب کو ایک مرتبہ پھر وہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا گو اب شاہ صاحب کی عمر بڑی ہے اور میں بھی بیمار ہوں۔ لیکن میں نے سوچا کہ انسانوں کا کام تو چلتا ہی رہتا ہے۔ خدا اور اس کے دین کا کام بہرحال مقدم رہنا چاہئیے۔ چنانچہ میرے کہنے پر اسی جذبہ کے ماتحت شاہ صاحب تیار ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اہل شام کا ایک بہت بڑا مقصد بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی دعاؤں کے ساتھ احمدیت کو ترقی دینی ہے پس یہ ضروری ہے کہ دعاؤں اور قربانیوں کا یہ سلسلہ اور بڑھے اور وسیع ہو تا اس کے بڑھنے کے ساتھ دنیا میں احمدیت کی ترقی اور اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا ہوں۔ اگر وہاں خاطر خواہ کامیابی نصیب ہو جائے تو اس کا نفسیاتی طور پر یہاں بھی خوشگوار اثر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب کے موجودہ سفر کو ان کے پہلے سفر سے بھی زیادہ کامیاب کرے اور وہ پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ جماعت وہاں چھوڑ کر کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس آئیں۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور تشریف لے جانے سے قبل جامعۃ المبشرین کے طلبہ کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ اور اس طرح یہ بابرکت تقریب اللہ تعالیٰ کے حضور دنیا میں غلبۂ اسلام کی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

جامعہ احمدیہ کی طرف سے عشائیہ کا اہتمام

کل بعد نماز مغرب کے بعد جامعہ احمدیہ کی طرف سے محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مکرم مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری کے اعزاز میں جو تبلیغ اسلام کی غرض سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں جامعہ احمدیہ کے طلبا اور اساتذہ کے علاوہ بعض بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر محترم مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی زیر صدارت پہلے مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے مبلغین کرام کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ بعد میں محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری اور ماریشس کے مکرم احمدیہ اللہ صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اس موقعہ پر طلبار جامعہ کے درمیان کھیلوں کے مختلف مقابلوں کے انعامات بھی تقسیم کئے گئے جو محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے تقسیم کئے۔

آخر میں محترم مولوی محمد دین صاحب نے صدارتی ارشادات کے بعد اجتماعی دعا کرائی اور یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

سعودی عرب کے ترقیاتی منصوبے

مکہ معظمہ ۵ دسمبر۔ سعودی عرب کی حکومت نے ملک کی آبادی اور قدرتی گیس کے وسائل کا مطالعہ کرنے کے لئے غیر ملکی ماہروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں معلوم ہوا ہے کہ سعودی عرب میں قدرتی گیس کے ذخائر ملے ہیں۔ جنہیں حکومت مصنوعی ربڑ۔ بجلی کی فراہمی اور زرعی کھاد تیار کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے۔ سعودی عرب کی حکومت نے ایک جدید طرز کا شہر تعمیر کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ جدہ میں طلبار کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سکولوں کی رہائش میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اور مکہ معظمہ کی سڑک کو کشادہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ادویات کی قیمتیں!

کراچی ۵ دسمبر۔ حکومت پاکستان نے ۲۶۵ ادویات کی خوردہ قیمتیں مقرر کر دی ہیں۔ یہ ادویات پاکستانی روپے کی نئی شرح پر درآمد کی گئی ہیں۔ ان کی قیمتیں حکومت پاکستان کے ایک غیر معمولی گزٹ میں شائع کر دی گئی ہیں۔

پاکستان میں ایٹمی خام مال کے وسائل بروئے کار لانے کا فیصلہ

ملک بھر میں ری ایکٹر نصب کئے جائیں گے

کراچی ۵ دسمبر۔ مرکزی وزیر تجارت مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ نے کل ایک نشری تقریر میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں برقی ضروریات کی تکمیل کے لئے ایٹمی خام مال کے وسائل کو بروئے کار لانے کی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا آپ نے بتایا کہ یہ کمیشن صنعت کی برقی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک منصوبہ مرتب کرے گا۔ مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ نے بتایا کہ مشرقی و مغربی پاکستان میں پن بجلی کے وسائل سے استفادہ کرنے کے باوجود ایندھن کے وسائل میں مسلسل کمی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال کے پیش نظر ایٹمی خام مال کے وسائل کو بروئے کار لانے کا تہیہ کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے عنقریب ایک کمیشن مقرر کر دیا جائے گا۔ جو ملک میں ایٹمی تحقیقات اور تربیت کے لئے ری ایکٹروں کی تنصیب کا بھی اہتمام کرے گا۔ وزیر تجارت نے بتایا کہ اس کام کو دوسرے تمام کاموں پر ترجیح دی جائے گی۔

تیل کی تلاش

وزیر صنعت و تجارت مسٹر حبیب ابراہیم رحمت اللہ نے بتایا کہ پاکستان کے دونوں حصوں کے قریباً ۷ ہزار مربع میل رقبہ میں تیل کی تلاش جاری ہے۔ اس مقصد کے لئے دو کمپنیوں کو ٹھیکہ دینے کی بات چیت ہو رہی ہے۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے۔ پاکستان تیل کے مخفی وسائل سے استفادہ کرنا شروع کرے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ جلسہ

"مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ جلسہ بروز بدھ مؤرخہ ۷ دسمبر بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہو رہا ہے۔ تمام خدام مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا فرمائیں اور پوری تنظیم کے ساتھ جلسے میں شمولیت کریں۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

برطانوی کابینہ میں ہنگامی تبدیلیاں

لنڈن ۵ دسمبر۔ لنڈن کے اخبار "سنڈے ٹائمز" کے سیاسی وقائع نگار نے کہا ہے کہ برطانوی کابینہ میں ہنگامی تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ وقائع نگار نے اس امکان کا اظہار کیا ہے کہ کرسمس سے پہلے ہی برطانوی کابینہ میں تبدیلیاں کر دی جائیں گی۔

مراکشی کابینہ کی تشکیل میں مشکلات

رباط ۵ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مراکش کے نامزد وزیر اعظم البکائی کو نئی وزارت کی تشکیل میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قوم پرست جماعت کے لیڈروں اور البکائی کے درمیان بعض امور پر اتفاق نہیں ہو سکا۔

حکومت پاکستان کی درآمدی پالیسی

کراچی ۵ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ آئندہ درآمدی مدت کے لئے حکومت پاکستان کی درآمدی پالیسی کا اعلان اسی ماہ کر دیا جائے گا

ضروری اعلان

ماہ نومبر کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں۔ تمام بلوں کی رقم ۱۰ دسمبر تک دفتر روزنامہ الفضل ربوہ میں پہنچ جانی چاہئیے

(مینجر الفضل)